

## حقیقی معانی متعین کرنے والی نبوی اصطلاحات

حافظ حسن مدنی \*

قرآن مجید بتاتا ہے کہ ہر انسان کو دین فطرت 'اسلام' پر پیدا کیا گیا ہے اور ہر کوئی اپنی فطرت کی تسکین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، کم از کم مشکل وقت میں وہ اللہ تعالیٰ کو پکارنے کے سوا کوئی چارہ نہیں پاتا۔ اللہ جل جلالہ کی ہدایات کو پانے کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام کی ایک مقدس جماعت مبعوث کی گئی ہے جن کی باتوں پر یقین کرنا ایمان کا اولین تقاضا ہے۔ انبیائے کرام اللہ کے حکم سے بولتے، اور اللہ کی بتائی تعلیمات کے ذریعے انسان کو اللہ تعالیٰ کی رضا و منشا سے آگاہ کرتے ہیں۔

اس لحاظ سے انبیائے کرام، اللہ کی طرف سے تعلیم یافتہ ہوتے اور ان کی زبانی علم کی سب سے اعلیٰ قسم متعارف ہوتی ہے۔ وہی خالق اور مخلوق کے مابین مضبوط ترین واسطہ ہوتے ہیں۔ انہی کی زبانی انسانوں کو اللہ کا کلام: توراہ، زبور، انجیل اور قرآن مجید ملے ہیں۔ وہی ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور جنت و جہنم کے بنیادی عقائد سے آشنا کرتے اور انسانوں کے باہمی رشتے، حقوق و فرائض اور باہمی تعلقات بتاتے ہیں۔ گو یا مذہب کا پورا اتنا بنا جو انسان کی فطرت میں خالق ازل نے پیوست کیا ہے، اس کی پہچان و معرفت انبیاء کے بتانے کی محتاج ہوتی ہے۔ انبیائے کرام اپنی تعلیمات کے ذریعے اساسی عقائد و تصورات اور انسانی حقوق و فرائض کے رخ متعین کرنے کے ساتھ مفاہیم و معانی کا بھی ایک نظام تشکیل دیتے ہیں، جو انسان کے بنائے لغوی معانی سے بالاتر حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ انبیاء کی ہر بات کو دل و جان سے تسلیم کرنا ہی 'ایمان' کہلاتا ہے۔

اللہ کے پسندیدہ دین اسلام کے سلسلے کے آخری نبی محمد ﷺ... جو امام الانبیاء کے مقام پر فائز ہیں... نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے تحت بہت سے مروجہ الفاظ کو مخصوص معانی عطا کرتے ہوئے، انسانوں میں مخصوص طرز فکر متعارف کرایا۔ کبھی آپ نے ان الفاظ کے حقیقی معانی کو واضح کیا اور کبھی ان کے کسی خاص پہلو کو نمایاں فرمایا۔ چونکہ خلاق عالم کی ہدایت کے نتیجے میں نبی مکرم ﷺ سے ایسا صادر ہوا، اس لحاظ سے ہمارے ایمان و اعتقاد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم انہی معانی کو حقیقی معانی سمجھیں اور اپنے رجحانات کو اسی کے مطابق تشکیل دیں۔

\* اسٹنٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ذیل میں ایسے عربی الفاظ کا ایک انتخاب پیش کیا گیا ہے جن کے انسانوں میں مروج معانی کچھ اور تھے اور نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ ان کا مفہوم یا تقاضا یوں ہونا چاہیے اور مسلمان کو ان الفاظ کا یہ مطلب سمجھنا چاہیے۔ چنانچہ ہر لفظ کا لغوی مفہوم اور عرب معاشرے میں مروجہ مفہوم واضح کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ کی زبانی اس کا شرعی اور حقیقی مفہوم پیش کیا گیا ہے اور یہاں ذاتی اور شخصی صفات پر ہی اکتفا کیا گیا ہے جن میں ۱۱ صفاتِ حسنہ اور ۱۰ صفاتِ سیدہ پر مشتمل الفاظ کی نبوی وضاحت کی گئی ہے۔

اس مفہوم کو 'نبوی تعریف' یا 'نبوی اصطلاح' قرار دیا جاسکتا ہے جس کی تعریف یوں ہے:

”نبی ﷺ کی زبانی الفاظ و عبارات کی ایسی وضاحت جو صحابہ کرام کے ذریعے مسلمانوں میں ان الفاظ کا ایک مخصوص مفہوم متعین و متعارف کر دے۔ اس نبوی وضاحت کا مقصد کسی غلط فہمی یا التباس کی بجائے انسانیت کو ایسے معانی کی طرف متوجہ کرنا ہے جن کا ادراک عقل سے نہیں ہو سکتا تھا۔“

نبی کریم ﷺ کا اہم فریضہ قرآن کریم کی تمیین و وضاحت بھی ہے اور قرآن کریم کے مفہیم و اسالیب کو شارح قرآن یعنی محمد ﷺ سے ہی سیکھنا چاہیے۔ اس نبوی لغت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف عربی زبان کے بل بوتے پر قرآن کریم کی تفسیر نہیں ہو سکتی، جب تک کہ نبی کریم کی تشریح پر مبنی احادیث مبارکہ سے بھی استفادہ نہ کر لیا جائے۔ چنانچہ ظلم یا حیا اور ذیل میں آنے والے الفاظ کو نبوی تشریح کے بغیر سمجھا نہیں جاسکتا۔

اس نبوی لغت میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے الفاظ کے مخصوص معانی واضح کرتے ہوئے ایسا طرز فکر تشکیل دیا ہے جو اسلام کے مجموعی مزاج اور مسلمان سے اللہ کے مطالبے کی حقیقی وضاحتوں پر مشتمل ہے جیسا کہ مفلس، غضب، قیراط، مہاجر، احسان وغیرہ جیسے الفاظ اس سمت ہماری واضح رہنمائی کرتے ہیں۔ ذیل میں ان الفاظ کے معانی کو مستند احادیث سے واضح کرتے ہوئے عربی متن و اردو ترجمہ میں خط کشیدہ الفاظ کے ذریعے اس کو مزید نمایاں کر دیا گیا ہے۔

الف۔ ذاتی صفاتِ حسنہ

۱. الكیْس یعنی دانا

ك ي س ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔ اس کا ترجمہ 'دانا شخص' کیا جاتا ہے، یعنی غیر احمق جبکہ عرب

معاشرے میں اس سے مراد جودة القریحة (۱) (حسن فطرت پر قائم باصلاحیت شخص) ہے۔

نبی ﷺ نے الكیْس کی تعریف یوں فرمائی اور آپ کے صحابہ نے ان الفاظ میں اس کی وضاحت کی:

عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَتَّى عَلَى اللَّهِ قَالَ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ قَالَ وَمَعْنَى قَوْلِهِ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ يَقُولُ حَاسِبَ نَفْسِهِ فِي الدُّنْيَا قَبْلَ أَنْ يُحَاسَبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُرْوَى عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا وَتَزَيَّنُوا لِلْعَرْضِ الْأَكْبَرِ وَإِنَّمَا يَخْفَى الْحِسَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى مَنْ حَاسَبَ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا وَيُرْوَى عَنْ مَيْمُونِ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُونُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتَّى يُحَاسِبَ نَفْسَهُ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيكَهُ مِنْ أَيْنَ مَطَعْمُهُ وَمَلْبَسُهُ (۲)

”شداد بن اوس سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کر لے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگا دے اور رحمتِ الہی کی آرزو رکھے۔“ امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اور من دان نفسہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کر لے اس سے پہلے کہ قیامت کے روز اس کا محاسبہ کیا جائے۔ عمر بن خطاب کہتے ہیں: اپنے نفس کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے، اور عرضِ اکبر (آخرت کی پیشی) کے لیے تدبیر کرو، اور جو شخص دنیا ہی میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے تو قیامت کے روز اس پر حساب و کتاب آسان ہوگا۔ میمون بن مهران کہتے ہیں: بندہ متقی و پرہیزگار نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے جیسا کہ اپنے شریک سے محاسبہ کرتا ہے کہ اس کا کھانا اور لباس کہاں سے ہے۔“

الکيس کا مفہوم نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقع پر بھی بیان کیا جو سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی

ہے:

كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَفْضَلُ قَالَ أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا قَالَ فَأَيُّ الْمُؤْمِنِينَ أَكْيَسُ قَالَ أَكْثَرُهُمْ لِلْمَوْتِ ذِكْرًا وَأَحْسَنُهُمْ لِمَا بَعْدَهُ اسْتِعْدَادًا أَوْلَيْكَ الْأَكْيَاسُ (۳)

”میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک انصاری صحابی آئے انہوں نے نبی ﷺ کو سلام کیا پھر کہا: اللہ کے رسول کون سا مؤمن افضل ہے۔ آپ نے فرمایا جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو۔ انہوں نے کہا کون سا مؤمن زیادہ عقل مند ہے۔ آپ نے

فرمایا: جو موت کو زیادہ یاد کرتے ہیں اور اس کے بعد (کے مراحل) کے لئے زیادہ اچھی تیاری کرتے ہیں۔ یہی عقل مند ہیں۔“

۲. الشَّدِيد یعنی طاقتور

ش د د ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔ اس کا ترجمہ ’کسی شے کی قوت اور پختگی‘ کیا جاتا ہے، جب کسی معاہدہ کو پختہ کیا جائے تو اسے شدید، یا پختہ شے اور دل کی پختگی کو شدت کہتے ہیں۔ رحل شدید دلیر اور شجاع شخص کو کہا جاتا ہے۔ (۴) عربی زبان میں اسی معنی میں الصَّرْعَة یعنی بچھاڑنا بھی آتا ہے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد الرجل الذي يصرع من حاول صراعة لشدته (۵) ہے۔ یعنی ”ایسا شخص جو اپنی طاقت کی بدولت، مقابل پر غالب آجائے۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْعَضْبِ» (۶)

”پہلوان وہ نہیں ہے جو کشتی لڑنے میں غالب ہو جائے بلکہ اصلی پہلوان تو وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے (بے قابو نہ ہو جائے)۔“

۳. أَبْرَ الِبرِّ یعنی نیک ترین، سب سے نیکو کار

ب ر ر ثلاثی مجرد، مضعف سے اسم تفضیل ہے۔ اس کا ترجمہ ’صداقت‘ اور ’اس پر کار بند رہنا‘ ہے۔ (۷) اس کے دیگر معانی میں صلہ رحمی، جنت، خیر، حج، صدقہ، اطاعت، غیر معمولی احسان اور ہر نیکی کا کام شامل ہیں۔ (۸) نافرمانی کے خلاف کام کو بھی بر کہا جاتا ہے جیسے برت والدی، ابرہ برّا یعنی میں نے اپنے والد سے نیکی کی، میں ان سے نیکی کرتا ہوں۔ (۹)

جبکہ اہل عرب کے ہاں اس سے مراد هو التوسع في فعل الخير، والفعل المرضي الذي يسهم في تزكية النفس (۱۰) ہے۔ یعنی ”نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ جانا اور ایسا پسندیدہ کام جو پاکیزگی نفس کا سبب ہو۔“ اس سے برّالوالد کا لفظ ہے، یعنی التوسع في الإحسان إليه وتحري محابه وتوقی مكارهه والرفق به وضده العقوق ”والد سے حسن سلوک کی زیادتی، ان کے پسندیدہ امور کی جستجو اور ناپسند امور سے گریز، ان سے شفقت سے پیش آنا اور اس کی ضد، نافرمانی کرنا ہے۔“ (۱۱)

سیدنا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ:

أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ، وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ. وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً، كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ: فَعُلْنَا لَهُ: أَصْلَحَكَ اللَّهُ إِنَّهُمْ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ، فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ: إِنَّ أَبَا هَذَا كَانَ وَدًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ أَبْرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَالِدِ أَهْلًا وَدًّا أَبِيهِ» (۱۲)

”عبداللہ بن عمر کو مکہ مکرمہ کے راستے میں ایک بدوی شخص ملا، سیدنا عبداللہ نے اس کو سلام کیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اس پر اسے بھی سوار کر لیا اور اپنے سر پر جو عمامہ تھا وہ اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ ابن دینار نے کہا: ہم نے ان سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کو ٹھیک اور درست رکھے! یہ بدو لوگ تھوڑے دیے پر راضی ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت عبداللہ (بن عمر) نے فرمایا: اس شخص کا والد حضرت عمر بن خطاب کا محبوب دوست تھا اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ”والدین کے ساتھ بہترین سلوک ان لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ہے جن کے ساتھ اس کے والد کو محبت تھی۔“

اس حدیث سے علم ہوتا ہے کہ والد کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا، ان سے حسن سلوک کرنا اور شفقت سے برتاؤ کرنا دراصل والد کے احترام اور حسن سلوک کے مترادف ہے۔ اور والد کے دوستوں سے یہ حسن سلوک والد کے دنیا سے چلے جانے کے بعد مزید نیکی کا باعث ہے۔

۴. الغنی یعنی استغنا و تو نگری

غنی ثلثی مجرد سے اسم مصدر ہے۔ اس کا ترجمہ کفایت کرنا، کیا جاتا ہے۔ جو عورت زیورات پہن کر اپنے حسن سے بے پروا ہو جائے یا والدین کے گھر سے مستغنی ہو جائے اسے المرأة الغانية کہتے ہیں۔ (۱۳)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد حصول ما ینافی الضر و صفة النقص و نقیضه الحاجة ۱۴

ہے۔ یعنی ”ضرر و نقصان سے بالاتر مقام پر پہنچ جانا اور اس کی ضد محتاجی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلَكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ» (۱۵)

”تو نگری یہ نہیں ہے کہ سامان زیادہ ہو، بلکہ امیری یہ ہے کہ دل غنی ہو۔“

نبی کریم ﷺ نے ایک اور موقع پر غنی کی حد بندی بھی فرمادی کہ اتنے مال والے کو غنی سمجھنا چاہیے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَأَلَ النَّاسَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَسْأَلَتُهُ فِي وَجْهِهِ خُمُوشٌ، أَوْ خُدُوشٌ، أَوْ كُدُوشٌ". قِيلَ: يَأْزَسُوَلُ اللَّهُ! وَمَا يُغْنِيهِ قَالَ: "خَمْسُونَ دِرْهَمًا أَوْ قِيمَتُهَا مِنْ الذَّهَبِ" (۱۶)

”جو لوگوں سے سوال کرے اور اس کے پاس اتنا مال ہو کہ اُسے سوال کرنے سے بے نیاز کر دے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا سوال کرنا اس کے چہرے پر خراش ہوگی۔ عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کتنے مال سے وہ سوال کرنے سے بے نیاز ہو جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ”پچاس درہم یا اس کی قیمت کے بقدر سونے سے۔“

راوی کو شک ہے کہ آپ ﷺ نے خُمُوش کہا، یا خُدُوش یا كُدُوش سب کے معنی تقریباً خراش کے ہیں، بعض حضرات خدوش، نموش اور کدوش کو مترادف قرار دے کر شک راوی پر محمول کرتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ زخم کے مراتب ہیں: کم درجے کا زخم کدوح، پھر خدوش اور پھر نموش ہے۔

آپ ﷺ نے غنی کو دل کی تو نگری سے واضح کرتے ہوئے یہ بھی بتایا کہ جہاں تک دنیا کی نعمتوں کے حصول کے ذریعے غنی کے حصول کی بات ہے تو یہ ممکن نہیں کیونکہ

«لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَاِدِيًا مَلَمًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَابِتًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَابِتًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَابِتًا، وَلَا يَسُدُّ حَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيُتَوَبُّ اللَّهُ عَلَى مَنْ تَابَ» (۱۷)

”اگر انسان کو ایک وادی سونا بھر کے دے دیا جائے تو وہ دوسری کا متلاشی رہے گا۔ اگر دوسری دے دی جائے تو تیسری کا خواہش مند رہے گا۔ اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ پاک اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرے۔“

۵. مخموم القلب یعنی طہارتِ قلبی

خ م م م ثلاثی مجرد سے اسم مفعول ہے۔ اس کا ترجمہ ’شے کا خالی ہونا‘ کیا جاتا ہے۔ خالی گھر کو بیت

مخموم یا مکنوس کہتے ہیں۔ جب کنویں کی مٹی نکال لی جائے تو اسے خمامة البئر کہا جاتا ہے۔ (۱۸)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد رجل تقى من الغش والدغل (۱۹) ہے۔ یعنی ”دھوکے اور عیب

سے خالی شخص“ ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ؟ قَالَ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ مَخْمُومِ الْقَلْبِ صَدُوقِ اللِّسَانِ». قَالُوا: صَدُوقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُهُ فَمَا مَخْمُومُ الْقَلْبِ؟ قَالَ «هُوَ التَّقِيُّ التَّقِيُّ لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيٍ وَلَا غِلٍّ وَلَا حَسَدٍ». (۲۰)

”کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ہر صاف دل والا، اور سچی زبان والا۔ صحابہ نے عرض کیا: سچی زبان والا تو ہم جانتے ہیں۔ صاف دل والا کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: پرہیزگار، پاکباز جس (کے دل) میں نہ کوئی گناہ ہو، نہ زیادتی، نہ کینہ اور نہ حسد۔“

۶. مُسْتَرِيحٌ یعنی راحت یافتہ یا راحت مند

روح ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’راحت پانہ لینا‘ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی تھکا ماندا شخص استراحت کرے تو اسے استراح المتعب کہا جاتا ہے۔ (۲۱)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد سکن واطمان اور وجد هدوءاً نفسياً وراحة (۲۲) ہے۔ یعنی ’پُر سکون اور مطمئن ہونا‘ اور ’ذاتی آرام اور راحت پانا‘ ہے۔

سیدنا ابو قتادہ بن ربیع انصاری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو آپ نے

فرمایا:

«مُسْتَرِيحٌ وَمُسْتَرَاخٌ مِنْهُ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُسْتَرِيحُ وَالْمُسْتَرَاخُ مِنْهُ؟ قَالَ: «الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلَى رَحْمَةِ اللَّهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ، وَالشَّجَرُ وَالذَّوَابُ» (۲۳)

یہ ”مستریح یا مستراح منہ“ ہے۔ یعنی اسے آرام مل گیا، یا اس سے آرام مل گیا۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ’المستریح او المستراح منہ‘ کا کیا مطلب ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مستریح وہ مؤمن بندہ ہے جو دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ کی رحمت میں نجات پا گیا اور مستراح منہ وہ ہے کہ فاجر بندہ سے اللہ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے سب آرام پا جاتے ہیں۔“

۷. الوَاصِلُ یعنی صلہ رحمی کرنے والا

وص ل ثلاثی مجرد سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’ملانے والا‘ کیا جاتا ہے۔ وصل کا مطلب ایک شے کو

دوسری سے ملانا ہے اور یہ ہجر یعنی جدائی کے متضاد ہے۔ اسی سے صلہ رحمی کا لفظ ہے یعنی نسبی یا سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنا۔ (۲۴)

جبکہ عرب معاشرے میں الواصل سے مراد من أقام على الإحسان إلى الأقربین من ذوی النسب والأصهار (۲۵) ہے۔ یعنی ”جو شخص اپنے خونی یا سسرالی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرتا ہو۔“ ان پر نرمی کرنے اور ان کی نگہداشت کرنے والا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قَالَ: «لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي، وَلَكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحْمَةُ وَصَلَهَا» (۲۶)

”نیکی کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی

کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔“

۸. المهاجر یعنی ہجرت کرنے والا / المسلم

ہجرت ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’جدا کرنے والا‘ کیا جاتا ہے۔ ہجر کا مطلب کاٹنا اور دوری ہے اور یہ وصل یعنی میل جول کے متضاد ہے۔ اسی سے ہجران اور ہجرت کا لفظ ہے یعنی جس کو پورا کرنا ضروری تھا، اس کو چھوڑ دیا یا ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانا۔ (۲۷)

جبکہ عرب معاشرے میں المهاجر سے مراد مُعْتَرَبٌ، أَي مَنْ يَسْتَعْلِفُ فِي بِلَادٍ أُجْنَبِيَّةٍ (۲۸) ہے۔ یعنی ”اجنبیہ پر دیسی شخص، جو دیار غیر میں کام ہر ملازمت کرتا ہو۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللَّهُ عَنْهُ» (۲۹)

”مسلمان وہ ہے جو مسلمانوں کو اپنی زبان ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر

وہ ہے جو ان چیزوں سے رک جائے جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔“

الغرض حقیقی مہاجر وہ ہوا جو اللہ کے احکامات کی تعمیل میں اللہ کی منہیات کو ترک کر دے۔

۹. المؤمن یعنی اللہ پر ایمان لانے والا

أم ن ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’ایمان لانے والا‘ کیا جاتا ہے۔ امن کا مطلب تصدیق اور

یقین کرنا۔ (۳۰)

جبکہ عرب معاشرے میں المؤمن سے مراد المصدق باللہ و برسولہ و بما جاء به (۳۱) ہے۔ یعنی ”اللہ اور اللہ کے رسول اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی تصدیق کرنا۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
 «يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! كُنْ وَرِعًا تَكُنْ أَعْبَدَ النَّاسِ وَكُنْ قَيِّعًا تَكُنْ أَشْكَرَ النَّاسِ وَأَحَبَّ لِلنَّاسِ  
 مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا وَأَحْسِنُ جَوَارَ مَنْ جَاوَزَكَ تَكُنْ مُسْلِمًا وَأَقْلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ  
 كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمَيِّتُ الْقَلْبَ» (۳۲)

اے ابو ہریرہ! متقی ہو جا تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ہو جائے گا۔ قناعت پسند بن جا تو سب سے زیادہ شکر گزار ہو جائے گا۔ لوگوں کے لئے وہی کچھ پسند کر جو اپنے لئے پسند کرتا ہے تو مومن بن جائے گا۔ اپنے ہمسائے کے ساتھ ہمسائیگی کا اچھا تعلق رکھ تو مسلم بن جائے گا۔ اور ہنسنا کم کر دے کیونکہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔  
 اس فرمان نبوی میں مؤمن کی جو تعریف کی گئی ہے، سیدنا انس کی حدیث بھی اسی کی وضاحت کرتی ہے:  
 «لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ، حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ» (۳۳)

”تم میں سے کوئی شخص ایماندار نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔“

۱۰. الْمُفْرَدُ یعنی اللہ کے لئے خالص

فرد ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’الگ تھلگ‘ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنی رائے میں یکسو ہو جائے، اور جب کسی موقف کو جان کر باقی لوگوں سے بے پروا ہو جائے اور لوگوں کی روک ٹوک سے بالاتر ہو جائے۔ (۳۴)

جبکہ عرب معاشرے میں المفرد سے مراد المفردون الذین لا یرون إلا اللہ، واعتقدوه واحدا فردا وأخلصوا له بکلیتهم (۳۵) ہے۔ یعنی ”ایسا خالص شخص جو صرف اللہ کی نشاں دیکھتا ہے، اور اس کے اکیلے ویکتا ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو، اپنے سب مفادات کو اللہ کے لئے خالص ہو جاتا ہو۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلَى جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ جُمْدَانُ فَقَالَ

«سَيُرُوا هَذَا جُمْدَانُ، سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ» قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ:  
«الذَّاكِرُونَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتُ» (۳۶)

”رسول اللہ ﷺ کے ایک راستے پر چلے جا رہے تھے کہ آپ کا ایک پہاڑ کے قریب سے گزر ہوا جس کو جمدان کہا جاتا ہے، آپ نے فرمایا: ”چلتے رہو، یہ جمدان ہے۔ مفردون (لوگوں سے الگ ہو کر تنہا ہو جانے والے) بازی لے گئے۔“ لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! مفردون سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: ”کثرت سے اللہ کو یاد کرنے والے (مرد) اور اللہ کو یاد کرنے والی (عورتیں)۔“

سیدنا ابو ہریرہ کی ایک اور حدیث میں مفردون کی وضاحت یوں آئی ہے:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ قَالُوا وَمَا الْمُفْرَدُونَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ  
الْمُسْتَهْتَرُونَ فِي ذِكْرِ اللَّهِ يَضَعُ الذِّكْرَ عَنْهُمْ أَنْفَاهُمْ فَيَأْتُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِفَافًا» (۳۷)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مفردون آگے نکل گئے، لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ مفردون کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی یاد و ذکر میں ڈوبے رہنے والے لوگ، ذکر ان کا بوجھ اُن کے اوپر سے اتار کر رکھ دے گا اور قیامت کے دن ہلکے پھلکے آئیں گے۔“

صحیح مسلم والی حدیث میں مفردون کو تشدید کے ساتھ اور جامع ترمذی کی حدیث میں مفردون کو بلا تشدید بیان کیا گیا ہے۔ پہلے کا مطلب الگ تھلگ ہو جانے والے اور دوسرے کا مطلب ہلکے پھلکے رہنے والے۔ اور دونوں کو ایک ہی لفظ قرار دے کر، ایک ہی مطلب بھی کیا جاسکتا ہے کیونکہ دونوں لفظوں کا مفہوم قریب تر اور ملتا جلتا ہے۔

۱۱. الجَّاهِدُ یعنی جہاد کرنے والا

ج ہ د ثلانی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’جہاد کرنے والا‘ کیا جاتا ہے۔ اور اسی سے یہ کہا جاتا ہے :  
جاهد في سبيل الله مجاهدةً وجهاداً (۳۸) ”اس نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا، جہاد و مجاہدہ“ اور جہاد کا مطلب الدعاء إلى دين الحق ہے یعنی سچے دین کی دعوت دینا۔

جبکہ عرب معاشرے میں الجہاد سے مراد من يجاهد ذاته في كل حركاته وسكناته بكفها عن  
مشتبهاته المنهية (۳۹) ہے۔ یعنی ”جو حرکات و سکناات میں مشتبہ ممنوع چیزوں سے بھی اپنے آپ کو بچا کر رکھے۔“

سیدنا فضالہ بن عبید سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
 «كُلُّ مَيِّتٍ يُخْتَمُ عَلَى عَمَلِهِ إِلَّا الَّذِي مَاتَ مُرَابِطًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنَّهُ يُنْمَى لَهُ عَمَلُهُ إِلَى  
 يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَيَأْمَنُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ». وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «الْمُجَاهِدُ مَنْ  
 جَاهَدَ نَفْسَهُ» (۴۰)

”ہر میت کے عمل کا سلسلہ بند کر دیا جاتا ہے سوائے اس شخص کے جو اللہ کے راستے میں سرحد  
 کی پاسبانی کرتے ہوئے مرے، تو اس کا عمل قیامت کے دن تک بڑھایا جاتا رہے گا اور وہ قبر کے  
 فتنہ سے مامون رہے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا: مجاہد وہ ہے  
 جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔“

جامع ترمذی کی اس حدیث کے شارح لکھتے ہیں:

”نفس امارہ جو آدمی کو برائی پر ابھارتا ہے، وہ اسے کچل کر رکھ دیتا ہے، خواہشاتِ نفس کا تابع  
 نہیں ہوتا اور اطاعتِ الہی میں جو مشکلات اور رکاوٹیں آتی ہیں، ان پر صبر کرتا ہے، یہی جہاد  
 اکبر ہے۔“

ب۔ ذاتی صفاتِ سیدہ

۱. الْكِبْرُ يَعْنِي تَكْبُرُ

ك ب ر ثلثا ثی مجرد سے اسم مصدر ہے۔ اس کا ترجمہ ’فخر و غرور اور نخوت‘ کیا جاتا ہے، عظمت اور بڑائی  
 کو بھی کہتے ہیں۔ (۴۱) اور کبر سے ہی تکبر کا لفظ بھی ہے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد جہل الإنسان بنفسه وإنزالها فوق منزلتها (۴۲) ہے۔

یعنی ”انسان کا اپنی حقیقت سے لاعلم ہونا اور اپنے مقام سے بلند تر جگہ پر اپنے آپ کو سمجھنا۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ» قَالَ رَجُلٌ: إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ  
 يَكُونَ تَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا، قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ بَطْرُ الْحَقِّ،  
 وَعَمَطُ النَّاسِ» (۴۳)

”جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا، وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔“ ایک آدمی نے کہا: انسان

چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں۔ آپ نے فرمایا: ”اللہ خود جمیل ہے، وہ جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر، حق کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔“

۲. البخیل یعنی کم ظرف

بخیل ثلاثی مجرد سے اسم صفت ہے۔ اس کا ترجمہ ’کم ظرف‘ اور ’کنجوس‘ کیا جاتا ہے۔ جب کوئی شخص عام عادات، اخلاق و مروّت یا قرض کو پورا نہ کرے، تو بخیل کہلاتا ہے۔ (۴۴)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد هو من يبخل بما في يده، فيأكل ولا يعطي (۴۵) ہے۔ یعنی ”ایسا شخص جو ہاتھ میں مال ہونے کے باوجود کنجوسی کرے، خود تو کھائے اور دوسروں کو محروم رکھے۔“

سیدنا حسین بن علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْبُخِيلُ الَّذِي مَنْ ذُكِرَتْ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ» (۴۶)

”بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور پھر بھی وہ مجھ پر صلاۃ (درود) نہ بھیجے۔“

عام طور پر بخیل ایسے شخص کو سمجھا جاتا ہے جو مال و عطیہ میں کنجوسی کا مظاہرہ کرے، لیکن نبی کریم ﷺ نے بتایا کہ اصل بخیل تو وہ ہے جو زبان سے دعائیں میں، اور وہ بھی اپنے سب سے بڑے محسن محمد ﷺ کو دعا دینے میں بخل کرے۔

۳. المسکین یعنی غریب / بے وسیلہ شخص

مسکین ثلاثی مجرد سے صیغہ صفت ہے۔ اس کا ترجمہ ’فقیر‘ اور ’محتاج‘ یا کمزور و عاجز اور ذلیل بھی کیا جاتا ہے (۴۷)۔ اور مسکین شخص فقیر سے زیادہ برے حالات رکھتا (۴۸) ہے، کیونکہ فقیر اس کو کہتے ہیں جو ناکافی مال رکھے۔

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد المسکین هو من يقع ماله أو كسبه موقعها ولا يكفيه (۴۹)

ہے۔ یعنی ”ایسا شخص جس کا مال اور کمائی بر محل خرچ ہو، لیکن اس کو کفایت نہ کرے۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «لَيْسَ الْمَسْكِينُ الَّذِي يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ الْقُمَّةُ

وَاللُّقْمَتَانِ وَالْتَمَرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَكِنَّ الْمَسْكِينُ الَّذِي لَا يَجِدُ غَنَى بُعِينِهِ وَلَا يُفْطِنُ بِهِ

فَيَتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُومُ فَيَسْأَلُ النَّاسَ» (۵۰)

”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کا چکر کاٹتا پھرتا ہے تاکہ اسے دو ایک لقمہ یا دو ایک کھجور مل جائیں۔ بلکہ اصلی مسکین وہ ہے جس کے پاس اتنا مال نہیں کہ وہ اس کے ذریعہ سے بے پروا ہو جائے۔ اس حال میں بھی کسی کو اس کا علم نہیں کہ کوئی اسے صدقہ ہی دے دے اور نہ وہ خود ہاتھ پھیلانے کے لیے اٹھتا ہے۔“

۴. الرُّؤِيضَةُ یعنی ادنیٰ اور غبی شخص

ر ب ض ثلاثی مجرد سے اسم فاعل کی تصغیر ہے۔ اس کا ترجمہ ’سکون و استقرار‘ کیا جاتا ہے۔ بکریوں کے چرواہے کو الرُّؤِيضَةُ کہتے ہیں یعنی احمق اور غبی شخص یا ہلکا اور حقیر و گناہ گار انسان۔ کیونکہ وہ گھر میں پڑا رہتا ہے اور اسے اہم معاملات میں کوئی وزن نہیں دیا جاتا۔ (۵۱)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد التافہ من الرجال القاعد عن المساعد الكريمة (۵۲) ہے۔ یعنی ”ایسا احمق و غبی مرد جو اہم کاموں سے دور رہتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ سَنَوَاتٌ خَدَاعَاتٌ، يُصَدَّقُ فِيهَا الْكَاذِبُ، وَيُكَذَّبُ فِيهَا الصَّادِقُ، وَيُؤْتَمَنُ فِيهَا الْخَائِنُ، وَيُخَوَّنُ فِيهَا الْأَمِينُ، وَيَنْطَلِقُ فِيهَا الرُّؤِيضَةُ»، قِيلَ: وَمَا الرُّؤِيضَةُ؟ قَالَ: «الرَّجُلُ التَّافِي فِي أَمْرِ الْعَامَّةِ» (۵۳)

”عنقریب لوگوں پر دھوکے سے بھرپور سال آئیں گے۔ ان میں جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ بددیانت کو امانت دار سمجھا جائے گا اور دیانت دار کو بددیانت کہا جائے گا۔ اور رُوِيضَةُ باتیں کریں گے، کہا گیا: رُوِيضَةُ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: حقیر آدمی عوام کے معاملات میں رائے دے گا۔“

۵. المتفیهفون یعنی منہ پھٹ لوگ

ف ي ه ق ملحق رباعی مزید فیہ سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’وسعت اور بھرنا‘ کیا جاتا ہے۔ سر کو گردن سے ملانے والی ہڈی کو الفہقہ کہتے ہیں یعنی ریڑھ کی ہڈی کا وہ آخری جوڑ جو سر کو ملتا ہے۔ متفیهق کا مطلب منہ بھر کر اور رٹھ چڑھ کر بولنا۔ (۵۴)

جبکہ عرب معاشرے میں اس سے مراد الذین يتوسعون في الكلام ويفتحون به أفواههم (۵۵) ہے۔  
یعنی ”گفتگو میں لمبی چھوڑنا اور منہ کھول کھول کر بولنا“ ہے۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:  
«إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ وَأَقْرَبِكُمْ مِنِّي بِحِلْسَا يَوْمِ الْقِيَامَةِ أَحْسَنُكُمْ أَخْلَاقًا وَإِنَّ أَبْعَضَكُمْ  
إِلَيَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّي بِحِلْسَا يَوْمِ الْقِيَامَةِ التَّرْتَاوُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ وَالْمُتَفَهِّقُونَ» قَالَوا: يَا رَسُولَ  
اللَّهِ قَدْ عَلِمْنَا التَّرْتَاوُونَ وَالْمُتَشَدِّقُونَ. فَمَا الْمُتَفَهِّقُونَ؟ قَالَ الْمُتَكَبِّرُونَ... وَالتَّرْتَاوُ هُوَ  
الْكثِيرُ الْكَلَامِ وَالْمُتَشَدِّقُ الَّذِي يَتَطَاوَلُ عَلَى النَّاسِ فِي الْكَلَامِ وَيَبْدُو عَلَيْهِمْ (۵۶)

”میرے نزدیک تم میں سے (دنیا میں) سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن مجھ سے  
سب سے زیادہ قریب بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں۔ اور میرے  
ز نزدیک تم میں (دنیا میں) سب سے زیادہ قابل نفرت اور قیامت کے دن مجھ سے دور بیٹھنے  
والے وہ لوگ ہیں جو باتونی، بلا احتیاط بولنے والے، زبان دراز اور تکبر کرنے والے مُتَفَهِّقُونَ  
(منہ پھٹ) ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم نے تَرْتَاوُونَ (باتونی) اور  
مُتَشَدِّقُونَ (بلا احتیاط بولنے والے) کو تو جان لیا لیکن متفہقون کون لوگ ہیں؟ آپ نے  
فرمایا: ”تکبر کرنے والے۔“

’نثار‘ باتونی کو کہتے ہیں: اور ’متشدد‘ اس آدمی کو کہتے ہیں جو لوگوں کے ساتھ گفتگو میں بڑائی

جتاتے اور فحش کلامی کرتے ہیں۔“

اس حدیث میں کم بولنے اور سادگی سے گفتگو کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور تصنع و بناوٹ اور تکبر سے  
منع کیا گیا ہے۔

۶. الجَوَاطُ یعنی تند خو

ج و ظ ثلاثی مجرد سے اسم مبالغہ ہے۔ اس کا ترجمہ ’فتیح صورت‘ کیا جاتا ہے۔ جَوَاطُ کا وزن عَرَابُ کی  
طرح ہے۔ یعنی معاملات میں بے صبر اور تلخ گفتگو کرنے والا، کہا جاتا ہے: أُرْفِقُ بِجَوَاطِكَ (۵۷) یعنی اپنی تند خوئی  
اور بے صبری کو کم کر، یہ تجھے کوئی فائدہ نہ دے گی۔

جبکہ عرب معاشرے میں جَوَاطُ سے مراد الضخم الجفافی الغلیظ المختال (۵۸) ہے۔ یعنی ”ایسا بھاری

بھر کم شخص جو خشک، موٹا اور متکبر ہو۔“ یا بہت مال جمع کرنے والا ایسا شخص جو دوسرے کو کچھ نہ دیتا ہو۔ (۵۹)

سیدنا حارثہ بن وہب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّازُ وَلَا الْجُعْظَرِيُّ»... قَالَ: وَالْجَوَّازُ: الْعَلِيظُ الْقَطُّ (۶۰)

”ترش رو، بد مزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔“ اور جَوَّاز کا مفہوم

ہے: سخت مزاج، بد خلق۔“

۷. الجعظري یعنی شیخی خورا

جعظر رباعی مجرد سے اسم منسوب ہے۔ اس کا ترجمہ ’موٹا بھدا متکبر‘ کیا جاتا ہے۔ یعنی بھاری بھر کم جسم والا، پیٹو، کھاؤ، فریاد کہتے ہیں: الغليظ المتكبر (۶۱) یعنی موٹا، متکبر شخص۔ اور ایسا شخص جو چھوٹی ٹانگوں والا، موٹے وجود والا، زیادہ کھانے والا اور مضبوط آدمی۔

جبکہ عرب معاشرے میں جعظري سے مراد الذي يَنْتَفِخُ بما ليس عنده وهو إلى القصر ما هو (۶۲) ہے۔ یعنی ”پلے کچھ نہ ہونے کے باوجود ڈینگیں مارنے والا اور وہ چھوٹائی کی طرف مائل ہو۔“

سیدنا حارثہ بن وہب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّازُ وَلَا الْجُعْظَرِيُّ»... قَالَ: وَالْجَوَّازُ: الْعَلِيظُ الْقَطُّ (۶۳)

”ترش رو، بد مزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔“ اور جَوَّاز کا مفہوم

ہے: سخت مزاج، بد خلق۔“

لفظ جَعْظَرِي کے کئی معنی آتے ہیں، مثلاً موٹا، متکبرانہ چال چلنے والا، پیٹو، جسے سردرد نہ ہوتا ہو، خود آرا، پلے کچھ نہ ہو مگر باتیں بہت بنائے اور پستہ قد ہو۔

۸. المفلِس یعنی غریب آدمی

ف ل س ثلاثی مزید سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’نادر آدمی‘ کیا جاتا ہے۔ فُلْس کی جمع فُلُوس یعنی روپے پیسے ہے۔ جب کوئی شخص مال سے محروم ہو تو کہتے ہیں: أفلِسَ الرجلُ (۶۴)

جبکہ عرب معاشرے میں المفلِس سے مراد الذي لا مال له ولا ما يدفع حاجته (۶۵) ہے۔ یعنی ”جس کے پاس مال نہ ہو اور اس کی حاجت پوری نہ ہوتی ہو۔“ یا جس شخص کی آمدن اس کے اخراجات سے کم ہو، یا اس کا قرض اس کے مال سے زیادہ ہو۔ (۶۶)

سیدنا ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پوچھا:

«أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ؟» قَالُوا "الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ" فَقَالَ: «إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضْرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَيَبْتَ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ». (۶۷)

”کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟“ صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی ساز و سامان۔ آپ نے فرمایا: ”میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، اس نے کسی پر بہتان لگایا ہوگا، اس نے کسی کا مال کھایا ہوگا، اس نے کسی کا خون بہایا ہوگا اور اس نے کسی کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔“

۹. العاجز یعنی کمزور، ضعیف

ع ج ز ثلائی مجرد سے اسم فاعل ہے۔ اس کا ترجمہ ’کمزور و محتاج‘ کیا جاتا ہے۔ کوئی شخص اگر کوئی کام نہ کر پائے اور اسے محروم ہو جائے تو اسے عاجز کہتے ہیں۔ یہ حزم یعنی دانائی کا متضاد ہے کیونکہ اس کی رائے کمزور سمجھی جاتی ہے۔ کہا جاتا ہے: المرء يعجز لاحالة (۶۸)

جبکہ عرب معاشرے میں العاجز سے مراد هو الأحمق الجاهل الذي لا يفكر في العواقب بل يتابع نفسه على ما تھواه (۶۹) ہے۔ یعنی ”ایسا احمق جاہل شخص جو نتائج پر غور کے بغیر صرف خواہش نفس کی پیروی کرتا ہو۔“ یا اپنی خواہشات و شہوات کی پیروی میں دنیا و آخرت کے نقصان کی اسے کوئی فکر نہ ہو۔

سیدنا شداد بن اوس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«الْكَيْسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ أَتْبَعَ نَفْسَهُ هَوَاهَا وَتَمَتَّى

عَلَى اللَّهِ» (۷۰)

”عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کو رام کر لے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے

اور عاجز وہ ہے جو اپنے نفس کو خواہشات پر لگا دے اور رحمتِ الہی کی آرزو رکھے۔“

۱۰. الْأَخْسَرُونَ یعنی گھائے میں رہنے والے

خس رثلاثی مجرد سے اسم تفضیل ہے۔ اس کا ترجمہ ’سب سے زیادہ گھائے والا‘ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ

قرآن کریم میں ہے: ﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا﴾ (الکہف: ۱۰۳)

”کیا میں تمہیں عملوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ گھانا پانے والے نہ بتاؤں؟“

خسر اور خسران کا مطلب مال تجارت کا نقصان ہے اور اس کو انسان کی طرف بھی منسوب کیا جاتا ہے

کہ: خسرت تجارتہ (۱۷) اور انسان کی صحت و سلامتی، عقل و ایمان اور ثواب میں خسارے اور کمی پر بھی اس کا اطلاق

کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا:

﴿قُلْ إِنَّ الْخُسْرَانَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَ أَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَلَا ذَلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

الْمُبِينُ﴾ (الزمر: ۱۵)

”فرمادیتے ہیں کہ اصل گھائے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنے آپ اور اپنے اہل و عیال کو قیامت

کے دن کھودیا، خبردار یہی بڑا اور واضح خسارہ ہے۔“

جبکہ عرب معاشرے میں الْأَخْسَرُونَ سے مراد الْأَكْثَرُونَ خسارة في المال (۷۲) ہے۔ یعنی ”جو نتیجے اور

انجام کے لحاظ سے بڑے خسارے اور گھائے والے ہوں۔“ یعنی ایسے لوگ جو بظاہر تو مال دار ہیں، لیکن اللہ کی رحمت

اور جنت سے اس بنا پر محروم ہو گئے کہ انہوں نے اللہ کے حقوق ادا نہیں کیے۔

سیدنا ابوذر سے مروی ہے کہ

انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ يَقُولُ: هُمُ الْأَخْسَرُونَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْأَخْسَرُونَ

وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَا شَأْنِي أَيُّرَى فِي شَيْءٍ مَا شَأْنِي فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُولُ فَمَا

اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ وَتَعَشَّيْتَنِي مَا شَاءَ اللَّهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ

قَالَ «الْأَكْثَرُونَ أَمْوَالًا إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا» (۷۳)

”میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا تو آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے: کعبہ کے

رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ کعبہ کے رب کی قسم! وہی سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میری حالت کیسی ہے، کیا مجھ میں (بھی) کوئی ایسی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور نبی کریم ﷺ فرماتے جا رہے تھے، میں آپ کو خاموش نہیں کرا سکتا تھا اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب بے قراری طاری ہو گئی۔ میں نے پھر عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے، لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس اس طرح (یعنی دائیں اور بائیں بے دریغ) اللہ کی راہ میں خرچ کیا ہوگا۔“

مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بہت سے الفاظ کے شرعی معانی متعین کر کے مسلمانوں کو ان کی طرف متوجہ کیا، اس طرح آپ نے ان کی اصلاح فرماتے ہوئے ایک مخصوص تربیتی منہاج متعین فرمایا۔ اسلامی لٹریچر کے مطالعے کے دوران نبی کریم ﷺ کے بیان فرمودہ ان معانی کو ہمیں پیش نظر رکھنا چاہیے۔

### حوالہ جات و حواشی

- (۱) فارابی، ابو نصر جوہری، الصحاح تاج اللغة: ۹۷۲، ۳، دار العلم، بیروت، طبع چہارم ۱۹۸۷ء
- (۲) جامع الترمذی: أبواب صفة القيامة والرفائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (باب حديث الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت) رقم ۲۴۵۹ 'ضعيف'
- (۳) سنن ابن ماجه: كتاب الزهد (باب ذكر الموت والاستعداد له)، رقم ۴۲۵۹، حسن
- (۴) احمد بن فارس قزويني رازی، مقاييس اللغة: ۱۷۹، ۳، دار الفکر، ۱۹۷۹ء، مروی، محمد بن احمد ازہری، تہذیب اللغة: ۱۸۲، ۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول ۲۰۰۱ء
- (۵) محمد بن فتوح حمیدی، تفسیر غریب ما فی الصحیحین البخاری ومسلم: ۲۷۵، مکتبۃ السنۃ، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۵ء
- (۶) صحیح البخاری: کتاب الأدب (باب الحدیر من العصب)، رقم ۶۱۱۴

- (۷) مقایس اللغة: ۱۷۷
- (۸) ایوب بن موسیٰ کفوی، الکلیات: ص ۲۳۱، مؤسسة الرسالة، بیروت
- (۹) فارابی، ابو نصر اسمعیل بن حماد جوہری، صحاح العربیة: ۵۸۸، ۲، دار العلم، بیروت، طبع چہارم ۱۹۸۷ء
- (۱۰) قاہری، زین الدین محمد حدادی، التوقیف علی مهمات التعاریف: ۷۴
- (۱۱) ایضاً
- (۱۲) صحیح مسلم: کِتَابُ الْبِرِّ وَالصَّلَاةِ وَالْآدَابِ (بَابُ صَلَاةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِّ وَالْأُمَّ، وَنَحْوِهَا)، رقم ۶۵۱۳
- (۱۳) فراہیدی، ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد، مقایس اللغة: ۳۹۷، ۲، العین: ۴۵۰/۳، مکتبہ السلال
- (۱۴) التوقیفات علی مهمات التعاریف: ۲۵۳، عالم الکتب، قاہرہ، طبع اول ۱۹۹۰ء
- (۱۵) صحیح البخاری: کِتَابُ الرَّقَاقِ (بَابُ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ)، رقم ۶۴۴۶
- (۱۶) جامع الترمذی: أَبْوَابُ الرَّكَاةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَابُ مَا جَاءَ مَنْ نَحَلَ لَهُ الرَّكَاةَ)، رقم ۶۵۰
- (۱۷) صحیح البخاری: کِتَابُ الرَّقَاقِ (بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ)، رقم ۶۴۳۸
- (۱۸) مقایس اللغة: ۱۵۶، ۲، ابو الحسن علی بن اسمعیل مرسی، المحکم والمخیط الاعظم: ۵۲۸/۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۲۰۰۰ء
- (۱۹) ابو الحسن علی بن اسمعیل مرسی، المخصص: ۶۱، ۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۶ء
- (۲۰) سنن ابن ماجہ: کِتَابُ الرَّهْدِ (بَابُ الْوَرَعِ وَالْتَقْوَى)، رقم ۴۲۱۶، حسن حدیث . سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: ۲/۶۳۲
- (۲۱) احمد مختار عمر، ڈاکٹر، معجم اللغة العربية المعاصرة: ۹۵۴، ۲، عالم الکتب، طبع اول، ۲۰۰۸ء
- (۲۲) معجم اللغة العربية المعاصرة: مادہ مستترح
- (۲۳) صحیح البخاری: کِتَابُ الرَّقَاقِ (بَابُ سَكَرَاتِ الْمُوتِ): ۶۵۱۴
- (۲۴) مقایس اللغة: ۱۱۵، ۶، معجم اللغة العربية المعاصرة: ۲۴۴۹/۳
- (۲۵) محمد طاہر صدیقی ٹیٹی، مجمع بحار الانوار: ۶۰، ۵، مطبع مجلس دائرة المعارف العثمانیہ، طبع، ۱۹۶۷ء
- (۲۶) صحیح البخاری: کِتَابُ الْأَدَبِ (بَابُ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِي)، رقم ۵۹۹۱
- (۲۷) مقایس اللغة: ۳۴، ۶، لسان العرب: ۲۵۲، ۵، معجم اللغة العربية المعاصرة: ۲۳۲۵/۳
- (۲۸) معجم اللغة العربية المعاصرة: مادہ 'ہجر'

- (۲۹) صحیح البخاری: کتاب الرِّقَاقِ (بَابُ الْإِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِي)، ۶۴۸۴
- (۳۰) مقایس اللغة: ۱۳۵، الکلیات: ص ۲۱۲
- (۳۱) التعريفات: ص ۱۹۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۹۸۳ء
- (۳۲) سنن ابن ماجه: کتاب الزُّهْدِ (بَابُ الْوَرَعِ وَالتَّقْوَى)، رقم ۴۲۱۷، حسن السلسله الصحیحة: ۶۰۲/۲
- (۳۳) صحیح البخاری: کتاب الْإِيمَانِ (بَابٌ مِنَ الْإِيمَانِ أَنْ يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ)، رقم ۱۳
- (۳۴) زبیدی، محمد بن محمد مرتضی، تاج العروس: ۴۸۳/۸، دارالهدایہ، جزری، مجد الدین ابن اثیر، النہایہ فی غریب الحدیث: ۴۲۵، مکتبہ علمیہ، بیروت، ۱۹۷۹ء
- (۳۵) ابوالفضل عیاض موسیٰ مالکی، مشارق الانوار علی صحاح الانوار: ۱۵۱/۲، مکتبہ عتیقہ دار التراث
- (۳۶) صحیح مسلم: کتاب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ وَالتَّوْبَةِ وَالْإِسْتِعْفَارِ (بَابُ الْحُتِّ عَلَى ذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى)، رقم ۲۸۰۸
- (۳۷) جامع الترمذی: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَابٌ فِي الْعَفْوِ وَالْعَافِيَةِ)، رقم ۳۵۹۶، ضعيف
- (۳۸) الصحاح تاج اللغة: ۴۶۱، جرجانی، علی بن محمد شریف، التعريفات: ۸۰
- (۳۹) جمع بحار الانوار: ۳۶۵
- (۴۰) جامع الترمذی: أَبْوَابُ فَضَائِلِ الْجِهَادِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَابٌ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ مَنْ مَاتَ مُرَابِطًا)، رقم ۱۶۲۱، حسن صحیح وضعیف الجامع از محمد ناصر الدین البانی: ۸۳/۲
- (۴۱) مقایس اللغة: ۱۵۳، تہذیب اللغة: ۱۱۹، الصحاح تاج اللغة: ۸۰/۲
- (۴۲) تفسیر غریب ما فی الصحیحین البخاری ومسلم: ۲۷۵
- (۴۳) صحیح مسلم: کتاب الْإِيمَانِ (بَابُ تَحْرِيمِ الْكِبْرِ وَتَيَانِهِ)، رقم ۲۶۵
- (۴۴) مقایس اللغة: ۲۰۷، ہروی، محمد بن محمد ازہری، تہذیب اللغة: ۱۸۰/۷، محمد بن عمر اصفہانی مدینی، المجموع المغیث فی غریبی القرآن والحدیث: ۱۳۵، دارالمدنی، جدہ، طبع اول ۱۴۰۸ھ
- (۴۵) عسکری، ابولہلال حسن بن عبد اللہ مہران، معجم الفروق اللغویۃ: ص ۲۰۲، الکلیات: ص ۲۴۲
- (۴۶) جامع الترمذی: أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (بَابُ قَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُ رَجُلٍ)، رقم ۳۵۴۶

- (۴۷) مقایس اللغة: ۱۸۸۳ اور ۱۴۸۵
- (۴۸) الصحاح تاج اللغة وصحاح العربية: ۲۱۳۷۵
- (۴۹) یمنی، نشوان بن سعید حمیری، شمس العلوم ودواء كلام العرب: ۳۱۳۷/۵، سیوطی، عبد الرحمن بن ابوبکر جلال الدین، معجم مقالید العلوم فی الحدود والرسوم: ص ۵۱، مکتبہ الآداب، قاہرہ، طبع اول ۲۰۰۳ء
- (۵۰) صحیح البخاری: کتاب الزکاة (باب قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: {لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِخْافًا})، رقم ۱۴۷۹
- (۵۱) مقایس اللغة: ۴۷۷/۲، تاج العروس: ۴۳۶/۱۸، النہایة فی غریب الحدیث: ۱۸۵/۲
- (۵۲) زمخشری، محمود بن عمر، أساس البلاغة: ۳۳۰/۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول ۱۹۹۸ء
- (۵۳) سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب شِدَّةِ الرَّمَانِ: ۴۰۳۶... حسن لغیرہ السلسلہ الصحیحہ:
- ۴/۵۰۸
- (۵۴) مقایس اللغة: ۴۵۶/۳، المحکم والمحیط الاعظم: ۱۲۷/۳
- (۵۵) مجمع بحار الانوار: ۱۸۵/۴
- (۵۶) جامع الترمذی: أبواب البرِّ وَالصَّلَاةِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (باب مَا جَاءَ فِي مَعَالِي الْأَخْلَاقِ): ۲۰۱۸، حسن... سلسلہ الصحیحہ: ۲/۴۱۹
- (۵۷) تاج العروس ولسان العرب: زيرماده ج وظ
- (۵۸) تاج العروس: زيرماده ج وظ ولسان العرب
- (۵۹) محمد بن ابوالفتح بعلی، المطلع علی ألفاظ المقنع: ۳۰۴، مکتبۃ السوادی، طبع اول ۲۰۰۳ء
- (۶۰) سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب فی حسن الخلق: ۴۸۰۱
- (۶۱) تاج العروس ولسان العرب: زيرماده جعظ
- (۶۲) تاج العروس: زيرماده ج وظ ولسان العرب
- (۶۳) سنن أبي داؤد، کتاب الأدب، باب فی حسن الخلق: ۴۸۰۱
- (۶۴) مقایس اللغة: ۴۵۱/۲، تہذیب اللغة: ۲۹۷/۱۲
- (۶۵) سعدی ابو حبیب، ڈاکٹر، القاموس الفقہی: ۲۹۰، دار الفکر، دمشق، طبع دوم ۱۹۹۳ء
- (۶۶) المطلع علی ألفاظ المقنع: ۳۰۴
- (۶۷) صحیح مسلم: کتاب البرِّ وَالصَّلَاةِ وَالْآدَابِ (باب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ)، رقم ۶۵۷۹

(۶۸) مقایس اللغة: ۲۳۲م

(۶۹) ابن رجب حنبلی، کتاب شرح حدیث لیبک لیبک اللہم لیبک: ص ۱۲۶

(۷۰) جامع الترمذی: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم (باب حديث الكيس من

دان نفسه وعمل لما بعد الموت) رقم ۲۳۵۹... ضعيف

(۷۱) اصفهانی، ابوالقاسم حسین بن محمد راعب، الصحاح تاج اللغة: ۶۳۵/۲، المفردات فی غریب القرآن: ۲۸۱

(۷۲) ملا علی بن محمد مروی قاری، مرقاة المفاتیح: ۱۳۲۲/۴، دارالفکر، بیروت، طبع اول ۲۰۰۲ء

(۷۳) صحیح البخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب کیف كانت یمین النبی صلى الله عليه وسلم: ۶۶۳۸

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆